انسانوں کی خدمت جس پہلو سے اور جتنی کچھ بھی ہوسکتی ہے ضرور کی جانی چاہیے یہ عذاب جہنم سے نجات کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کی ہولناکی کا ذکر کیا اس سے پناہ مانگی اور ارشاد فرمایا۔

اتقوا النار ولو بشق تمرۃ	جہنم سے بچو، اگر کچھ نہ ہو تو چھوہارے کا
فان لم یکن فبکلمۃ طیبۃ[1]	ایک ٹکڑا صدقہ کرکے ہی سہی۔ یہ بھی نہ ہو تو زبان سے اچھی بات کرکے ہی اس سے بچو۔

جب کسی مستحق کی مدد کی جاتی ہے تو وہ ایک طرح کی فرحت اور راحت محسوس کرتا ہے، اسی طرح خوش کلامی بھی مسرت اور خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ اس لیے دونوں ہی صدقہ کی صورتیں ہیں[2]

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی خدمت اور ان کے ساتھ خیرخواہی کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ہر شخص اس محاذ پر اپنا حق ادا کرسکتا ہے اور اسے فی الواقع ادا کرنا چاہیے۔ اس کے لیے نہ تو صاحب ثروت ہونا ضروری ہے اور نہ حکومت و ریاست کے تعاون ہی کی حاجت ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ دولت و ثروت یا حکومت و ریاست کے ذریعہ صرف چند گوشوں میں انسانوں کی خدمت ہوسکتی ہے۔ بہت سے گوشے وہ ہیں جہاں فرد کا اعلیٰ اخلاق اور بلند کرداری کام آسکتا ہے۔ حکومت و ریاست کسی معذور کو وظیفہ، کسی بے روزگار کو روزگار، کسی بے گھر کو مکان اور کسی مریض کو طبی امداد تو فراہم کرسکتی ہے لیکن اپنے تمام وسائل کے باوجود ماں، باپ، بیوی بیٹے، بھائی، دوست، ہم سایہ اور شریف شہری کا بدل نہیں بن سکتی۔ جو جذباتی سکون اور اعلیٰ سلوک اس کو ان افراد سے مل سکتا ہے وہ ریاست کے کسی چھوٹے بڑے ادارہ سے نہیں مل سکتا۔

---

[1] بخاری، کتاب الادب، باب طیب الکلام۔ مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ۔ الخ

[2] فتح الباری: ۱۰/۳۴۵

مشترک خاندانی نظام اور اسلام از مولانا سلطان احمد اصلاحی

صفحات ۵۶ ۔ آفسٹ کی حسین طباعت ۔ قیمت صرف ۶ روپئے

ناشر: مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی ۔ پان والی کوٹھی ۔ دودھ پور ۔ علی گڑھ ۔ ۲۰۲۰۰۲

تحقیق و تنقید

معیشتِ نبوی
مدینہ منورہ میں

ڈاکٹر محمد لیٰسین مظہر صدیقی

اسلام میں دین و دنیا کی تفریق کا مدار نیت پر ہے، نیت رضائے الٰہی کی ہو تو دنیا بھی دین اور طلب کسی اور شے کی ہو تو دین بھی غیر مقبول۔ دنیا میں زندگی بسر کرنے کے بھی اسلامی اصول ہیں۔ ان سے انحراف کی سرِ مو اجازت نہیں۔ انسان کی معاشی زندگی کے لیے وسائل و ذرائع کا ایک مخصوص طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ بعض وسائل کا حصول لازمی اور فرض قرار دیا گیا ہے اور بعض کا جائز و مباح۔ باعزت اور بافراغت زندگی گزارنے کے لیے وسائلِ معاش کا حصول اکلِ حلال کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس لیے لازمی اور دینی فریضہ ہے۔ دولت و مالداری کا حصول مباح و جائز ہے اور کسی طرح غیر اسلامی یا اسلام کے تصورِ تقویٰ کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ بعض حالات میں جب کہ اسلامی معاشرہ کو ضرورت ہو دولت کا حصول لازمی اور ناگزیر درجہ میں آجاتا ہے۔ اسی طرح انفرادی اور اجتماعی زندگی میں معاشی فارغ البالی اور فقر و فاقہ سے اجتناب و حفاظت اسلام میں پسندیدہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ وسائلِ دولت کا حصول و استعمال ناپسندیدہ نہیں بلکہ ان کا ارتکاز و استحصال اور استحصالی استعمال ممنوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم اور احادیثِ نبوی میں صحیح غنا اور جائز دولت مندی کو فضلِ الٰہی قرار دیا گیا ہے اور کہیں بھی فقر و فاقہ کو بطور اصولِ معاش ممدوح نہیں سمجھا گیا۔

لیکن غیر اسلامی اثرات اور انسانی فطرت کے تجاوزات نے تقریباً تمام انسانی معاشروں میں معاش کے باب میں افراط و تفریط پر مبنی رویہ پیدا کیا۔ لہٰذا دولت کا حصول و استعمال خواہ صحیح دنیاوی اور دینی مقاصد کے لیے ہو قابلِ نفریں اور فقر و فاقہ کی زندگی کو نصب العین گردانا گیا۔ یہاں اسباب و عوامل اور محرکات و مقاصد سے بحث نہیں، مگر یہ غیر اسلامی رویہ اسلامی معاشرہ میں در آیا۔ متاخر مسلمانوں نے بھی فقیرانہ زندگی کو مطلوبِ اسلام بنا کر اور سمجھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اور صحابۂ کرام اور قرونِ خیر کے مسلمانوں کی معاشی زندگی کو اسی پیمانۂ غیر سے ناپنا شروع کیا اور اسلام کے کلاسیکی دور کو فقیری و درویشی کا اوجِ کمال سمجھ لیا۔ معاشی فارغ البالی کو ناپسندیدہ، اقتصادی بہبود کو غیر مطلوب اور دولتمندی کے حصول کو ناجائز و غیر اسلامی سمجھا۔ ان کے اس تصور و نظریہ کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں تھا اور نہ ہے مگر اس خود ساختہ نظریہ و تصور کے برعکس جب کسی اسلامی معاشرہ میں یا اس کے برعکس افراد میں فارغ البالی اور دولتمندی کا عکس بھی نظر آیا تو یا تو اس کی تاویل کی کہ ان کے خود ساختہ نظریہ و تصور کی زد ایسے اسلاف و ارکان پر پڑتی ہے جن کی عملی زندگی اسلام کی صحیح مادی تفسیر ہے یا اس کو شاذ و نادر روایت کہہ کر دل کو تسلی دے لی کہ اسلامی اصول سے اس کا کوئی ناطہ نہیں۔[۲]

اس ذہنی رجحان اور علمی میلان کا یہ نتیجہ نکلا کہ چند روایات کی بنا پر یہ قطعی فیصلہ صادر کر دیا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالخصوص اور صدرِ اسلامی کے مسلمان بالعموم فقر و فاقہ کی زندگی گذارنا مطلوب اور عین تقاضائے اسلام سمجھتے تھے اور دولتمندی اور فارغ البالی سے عمداً اجتناب کرتے تھے۔[۳] یہ عقیدہ و خیال ایسا دلوں میں راسخ ہوا کہ اس کے برعکس جو کثیر روایات ملیں ان کو سرے سے نظر انداز کر دیا گیا یا ان کی کوئی کمزور سی تاویل کر لی گئی۔ علمی و تحقیقی دنیا میں یہ خلا پیدا ہوا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اور بعض متاخر ادوار کے بہترین مسلمانوں کی معاشی زندگی اور اقتصادی وسائل پر خاطر خواہ کام نہیں ہوا۔ ایک اور منفی نتیجہ یہ بھی نکلا کہ خلفائے اسلام اور قائدین و امراء ملتِ اسلامی کی زندگی میں معاشی فارغ البالی اور دولت مندی کا ثبوت ملا تو ان کو ہدفِ ملامت بنا لیا گیا۔ ان حضرات کے خیال میں یہ عیش و عشرت کی زندگی تھی اس لیے غیر اسلامی اور لائقِ اجتناب۔[۴] حیرت ہوتی ہے کہ سوادِ اعظم کے اجماعی اور اجتماعی فیصلہ اور طرزِ زندگی کے خلاف اگر کوئی شاذ و نادر انفرادی مثال ملتی ہے تو موخر الذکر کو اسلامی، قابلِ تعریف اور نصب العین اسلامی قرار دے کر امتِ اسلامی کے سوادِ اعظم اور غالب اکثریت کو معرضِ نقد و ملامت میں ڈال دیا جاتا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرزِ زندگی و تعلیم کو تمام صحابہ کرام کے مجموعی طریقۂ حیات و خیال کے بالمقابل قابلِ رشک و تعریف قرار دینے کا علمی رجحان[۵] اسی غیر معتدل و غیر متوازن فکر و نظر کا ناپسندیدہ نتیجہ ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاش و اقتصاد کی صحیح تحقیق کی جائے کہ نبوی معاشی زندگی ہی اسلام کی اقتصادی و معاشی حیات کے اصول فراہم کرتی ہے۔ اس

مضمون میں اسی علمی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

معیشتِ نبوی کے مدنی دور پر اس مضمون میں بحث کی گئی ہے۔ اس کے مآخذ میں قرآن مجید، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت کے مآخذ شامل ہیں۔ تاریخ اسلام کے مصادر اور بعض ثانوی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔ مضمون کی اصل بنیاد سیرت نبوی کی علمی اور واقعاتی شہادتوں پر قائم ہے۔ نظریاتی اور اصولی بحثوں اور روایتوں سے بھی اجتناب نہیں کیا گیا، مگر اصل زور تاریخی واقعات پر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل و عیال کی نجی معاشی زندگی، وسائلِ حیات کی فراہمی اور استعمال پر روشنی ڈالی جائے اور ان سے تاریخی ٹھوس نتائج اخذ کیے جائیں۔ اس تحریر میں صحابۂ کرام کی انفرادی اور اجتماعی معیشت سے کلیتہً گریز کیا گیا ہے تاکہ نقطۂ نظر خالص حیاتِ نبوی پر مرکوز رہے اور غیر منضبط تجاوزات سے مطمحِ نظر محفوظ رہے۔ معیشتِ نبوی کے وسائل کی فراہمی اور ان کے استعمال پر بحث کو چند ذیلی سرخیوں کے تحت تقسیم کیا گیا ہے تاکہ پوری تصویرِ حیات ابھر کر سامنے آئے اور کوئی گوشہ روشنی سے محروم نہ رہے۔ ایک اور کوشش یہ رہی ہے کہ بحث واقعاتی و تاریخی ترتیب کے مطابق ہو تاکہ روایات کے ظاہری تضاد و تناقض کی صحیح توجیہ کی جا سکے اور ہجرتِ نبوی کے نقطۂ آغاز سے وفاتِ نبوی کے نقطۂ اختتام تک ایک سلسلۂ ارتقاء اور ربطِ تسلسل بھی نظر آتا رہے۔

سیرتِ نبوی کے گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی معیشت کے وسائل کی فراہمی کے موٹے طور پر دو طریقے تھے: ایک آپ کی اپنی انفرادی کوششوں پر مبنی تھا اور ان میں خریداری اہم ترین ذریعہ تھا۔ دوسرا طریقہ اجتماعی کوششوں پر مبنی تھا جس میں غنیمت و فے اہم ترین وسیلہ تھا اور دوسرے ہدیہ وغیرہ کے بعض اور ذرائع بھی تھے۔ ان تمام ذرائع و وسائل پر مکمل بحث آگے آرہی ہے۔ چونکہ انسانی معاش میں اوّلیت و ترجیح جسم و روح کے رشتہ کو قائم رکھنے والے ذریعہ کو حاصل ہے اس لیے سب سے پہلے روزی روٹی کی فراہمی کے ذرائع سے بحث کی جارہی ہے اس کے ساتھ ہی دوسری بنیادی ضروریات جیسے لباس و مکان وغیرہ بھی زیرِ بحث آتی رہیں گی۔ معیشت سے متعلق دوسری اہم بحثوں کے بعد ختم پر نتائج سے بحث کی جائے گی اور یہی وہ اساس ہوگی جس پر اسلامی معیشت کے اصول و اقدار مبنی ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں، نہ کہ ہمارے آپ کے خود ساختہ نظریات و پیمانے

ہجرت کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں قیام کیا۔ روایات کے مطابق آپ نے یہاں چودہ دن قیام فرمایا اور بنو عمرو بن عوف کے بزرگ سردار حضرت کلثوم بن ہدم کو آپ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ یہی وہ بزرگ ہیں جنھوں نے آپ کی تشریف آوری سے قبل اور بعد متعدد صحابۂ کرام کی میزبانی کی تھی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت سعد بن خیثمہؓ کے کاشانہ پر آپ اترے اور قیام پذیر ہوئے تھے مگر سیرت نگاروں کا تقریباً اتفاق ہے کہ مہمانیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حضرت کلثومؓ کو حاصل ہوا تھا۔ خواہ کوئی روایت تسلیم کی جائے یہ حقیقت بہرحال نہیں بدلتی کہ مدینہ منورہ کے ابتدائی قیام میں آپ کی معیشت و معاش کا مدار ضیافتِ انصار و سخاوتِ اہلِ مدینہ پر تھا۔ قیام و طعام کی دوسری تفصیلات ہمارے مآخذ میں مذکور نہیں ہیں مگر ظاہر ہے کہ آپ کی تمام ضروریات کی کفالت حضرت کلثوم بن ہدم نے کی تھی[۱]

خاص شہر مدینہ منورہ پہونچنے کے بعد آپ نے حضرت ابو ایوب خالد بن زید نجاری انصاری کے گھر قیام فرمایا۔ روایات میں آتا ہے کہ جب آپ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری کے گھر کے قریب بیٹھ گئی اور آپ نے ان کے مکان میں قیام کا ارادہ فرمالیا تو آپ کا سامان آپ کے انصاری مہمان اپنے گھر لے گئے۔ سامانِ رسول کی تفصیلات مآخذ میں اگرچہ مذکور نہیں تاہم قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کپڑے، برتن وغیرہ ضروری اشیاء اس میں شامل رہی ہوں گی۔ آپ کی اونٹنی حضرت اسعد بن زرارہؓ اپنے گھر لے گئے اور اس کی دیکھ بھال اور کھانے پینے کا انتظام انھیں کے سپرد ہوا۔ اگرچہ آپ کے کھانے پینے کا انتظام آپ کے میزبان حضرت ابوایوب انصاری کے یہاں رہتا تھا اور دونوں میزبان میاں بیوی اس وقت تک لقمہ نہیں توڑتے تھے جب تک آپ تناول نہ فرمالیں بلکہ اسی برتن میں اسی جگہ سے کھانا شروع کرتے تھے جہاں آپ کی انگلیوں کے نشان ہوتے تھے تاہم دوسرے صحابۂ کرام بھی آپ کے لیے برابر کھانا بھیجتے رہتے تھے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ وہ بالائی منزل سے آپ کی قیام گاہ زیریں منزل میں کھانے کے اوقات میں خوان بھیجتے تھے، آپ اس میں سے جو چاہتے اور جتنا چاہتے کھا لیتے اور بقیہ واپس کر دیتے جس سے میزبان لذت کام و دہن کرتے ایک بار میزبان نے ایسا کھانا بھیجا جس میں لہن وغیرہ کی بو تھی۔ آپ نے نہیں کھایا تو میزبان کو پریشانی ہوئی مگر آپ کی وضاحت کے بعد ان کی تشویش جاتی رہی۔ عام طور سے آپ کے ساتھ شام کے کھانے پر حضرت ابوایوب انصاری اور دوسرے صحابہ کرام ضرور موجود ہوتے تھے[۲]

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مہمان خانے میں آپ کا قیام روایات کے مطابق تقریباً سات ماہ رہا اور ابن سعد کی روایت کے مطابق اس دوران کوئی ایسا دن نہیں گیا جب تین چار صحابۂ کرام کے گھروں سے آپ کے لیے کھانا نہ آیا ہو۔ ظاہر ہے کہ آپ وہ سب تناول نہیں فرما سکتے تھے۔ ضرورت و پسند کے مطابق لے کر باقی واپس کر دیتے تھے۔ بلاذری کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ بنو نجار باری باری سے آپ کے لیے حضرت ابو ایوب کے گھر میں قیام کے دوران کھانا بھیجا کرتے تھے۔ ان میں حضرت امّ یزید بن ثابت نے دودھ اور گھی سے بنا ہوا ثرید ایک بار بھیجا تھا۔ دوسرے بزرگ حضرت سعد بن عبادہ تھے جنھوں نے ایک بار پیالہ بھیجا جس میں طفیشل نامی شوربہ تھا۔ آپ نے اسے بڑی رغبت سے تناول فرمایا۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے لہٰذا بعد میں آپ کے لیے وہی مخصوص و محبوب کھانا گھر میں تیار کرانا شروع کر دیا۔ اسی طرح آپ کے لیے ہریس (گوشت اور گیہوں ملا کر پکایا ہوا) نامی کھانا بھی تیار کرتے تھے۔ رات کے کھانے میں آپ کے ساتھ پانچ سے دس حضرات شریک ہوا کرتے تھے۔ دوسرے خوش نصیبوں میں حضرت اسعد بن زرارہؓ کا نام آتا ہے جو ایک دن کے ناغہ سے ایک بڑا پیالہ بھیجا کرتے تھے اور آپ کو اس کا انتظار رہتا تھا اور گھر والوں سے فرمائش کر کے منگواتے تھے۔ آپ کو ان کا بھیجا ہوا کھانا بہت پسند آتا تھا۔[۹]

سات ماہ بعد میزبانیٔ ابو ایوب انصاری کا زمانہ ختم ہوا اور آپ نے پہلے مسجد نبوی اور پھر اپنی دو ازواج حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ کے لیے حجرے تعمیر کیے۔ مسجد کی زمین آپ نے انصار سے خریدی تھی اور اس کی نقد قیمت دس دینار ایک سو بیس درہم حضرت ابوبکر نے اپنی جیب سے ادا کی تھی۔ تعمیری سامان مدینہ کے صاحبِ خیر صحابۂ کرام نے فراہم کیا تھا اور آپ نے بنفسِ نفیس اس کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ مسجد سے متصل آپ کے لیے دو مکان / حجرے بنائے گئے تھے۔[۱۰] روایات میں ان کی جزئیات کی تصریح نہیں ملتی مگر عام شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حجروں کی زمین اور ان کا ضروری تعمیری سامان بھی صحابۂ کرام کے عطیہ سے آیا تھا۔ جہاں تک زمین / آراضی کا تعلق ہے تو مدینہ منورہ میں آپ کی آمد کے بعد انصار نے اپنی تمام افتادہ آراضی آپ کے قدموں میں ڈال دی تھی اور آپ نے بحیثیت سربراہِ امت و مملکت اس آراضی کی تقسیم اپنی صوابدید اور صحابۂ کرام کی ضروریات کے مطابق کی تھی۔[۱۱] اس پر مفصل بحث بعد میں ہوگی۔ حجروں کی تعمیر کے بعد آپ نے اپنے دو آزاد کردہ غلاموں (موالی) حضرات

زید بن حارثہ اور ابو رافع کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ مکرمہ بھیجا کہ وہ آپ کے اہل و عیال کو جو بوقت ہجرت وہاں رہ گئے تھے مدینہ منورہ لے آئیں۔ چنانچہ حضرات زید و ابو رافع آپ کی اہلیہ حضرت سودہ اور دو بنات مطہرات حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ کو لے کر مدینہ پہونچے جبکہ آپ کی دوسری اہلیہ حضرت عائشہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ مدینہ آئیں۔ حضرت زید بن حارثہ اپنی اہلیہ حضرت ام ایمن اور صاحبزادے حضرت اسامہ کو بھی ساتھ لائے تھے۔ بلاذری نے تصریح کی ہے کہ آپ نے پانچ سو درہم حضرت ابوبکر سے قرض لیے تھے۔ جس طرح آپ نے ہجرت کے سفر کے لیے اپنی مشہور اونٹنی قرض خریدی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں رقوم آپ نے بعد میں اپنے مال سے ادا کی ہوں گی [۱۲]

روایات میں آتا ہے کہ جوں جوں آپ نے مزید نکاح کیے ازواج مطہرات کی رہائش کے لیے حجرے بھی تعمیر ہوتے گئے۔ یہ سب ترتیب وار مسجد سے متصل چھ سات ہاتھ چوڑے اور دس ہاتھ لمبے تھے ان کی زمینیں اور تعمیراتی سامان صحابہ کرام بالخصوص انصار مدینہ کے ہدیہ وعطیہ سے آیا تھا۔ ان کے باہری دروازوں پر کمبل کے پردے ہوتے تھے۔ ان کا انتظام کس ذریعہ سے ہوا تھا ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا [۱۳]

بعد میں جب آپ اپنی ازواج و اولاد کے ساتھ اپنے مکانات میں سکونت پذیر ہو گئے تو بھی صحابہ کرام بالخصوص انصاری صحابہ کے عطایا کا سلسلہ جاری رہا۔ جب تک حضرت اسعد بن زرارہ زندہ رہے برابر اپنے معمول کے مطابق کھانے کا بڑا پیالہ بھیجتے رہے اور یہی معمول حضرت سعد بن عبادہ کا آپ کی وفات تک جاری رہا [۱۴] حضرت عائشہ چونکہ آپ کی محبوب بیوی تھیں اور بعد میں حضرت سودہ کے اپنی باری انھیں عطا کرنے کے بعد آپ کا قیام ان کے گھر میں نسبتاً زیادہ طویل ہوتا تھا، لوگ ہدایا بھیجنے کے لیے خاص طور پر حضرت عائشہ کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ کیونکہ اس طرح وہ آپ کی رضا چاہتے تھے [۱۵] امام مالک کی روایت ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ کے گھر میں صرف ایک روٹی تھی جو انھوں نے افطار کے لیے رکھی تھی مگر ایک مسکین کو مانگنے پر دے دیا مگر شام کو کسی صاحب خانہ نے ان کے پاس گوشت کا ہدیہ بھیجا، ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ ایک بار انگور رکھا رہی تھیں اور ان میں سے ایک دانہ ایک فقیر کو صدقہ کیا تھا۔ امام مالک ہی نے بیان کیا ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ دونوں روزے سے تھیں مگر جب کھانے کا ہدیہ آیا تو دونوں نے افطار کر لیا۔ آپ نے

دونوں کو قضا کرنے کا حکم دیا۔ مسلم کی روایت ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ سے کھانا طلب کیا اور نہ ملنے پر روزہ رکھ لیا۔ آپ کے گھر سے نکلتے ہی ہدیہ میں پڑوسیوں نے حیس نامی کھانا بھیجا۔ آپ کی واپسی پر حضرت عائشہ نے اسے پیش کیا اور آپ نے تناول فرمایا۔[16] ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ حضرت ام داؤد کی ایک مولاۃ (آزاد کردہ غلام/خاندان سے تعلقِ ولاء قائم کرنے والی) نے حضرت عائشہ کے گھر ہریسہ بھیجا جسے بلی نے کھا لیا تھا۔ آپ نے بلی کے جوٹے کو کھانے یا اس کے جوٹے پانی سے وضو کرنے کو جائز قرار دیا۔[17] حضرت عائشہ کی باندی حضرت بریدہ کو لوگ صدقہ میں گوشت دیتے اور آپ اسے تناول فرمایا کرتے تھے کہ وہ آپ کے لیے ہدیہ ہوتا تھا۔[18] ایک بار حضرت ام عطیہ نے بکری کا گوشت ان کے لیے بھیجا تو آپ نے کھایا اور فرمایا: بکری اپنی جگہ پہونچ گئی۔[19]

ایسا نہیں تھا کہ دوسری ازواجِ مطہرات کے گھروں میں قیام کے دوران آپ کے لیے پڑوسیوں اور دوسرے محبت کرنے والوں کے ہدایا نہیں آتے تھے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد دوسری ازواج کے گھروں میں کھانے وغیرہ کے ہدیے آتے رہتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت میمونہ بنت الحارث ام المومنین کی بہن ہُزیلہ نے گوہ (ضب) اور دودھ کا ہدیہ بھیجا۔ آپ کے ساتھ آنے والے حضرات خالد بن الولید اور عبداللہ بن عباس نے گوہ تناول کیا مگر آپ نے نفاستِ طبع کے سبب صرف دودھ نوش فرمانے پر اکتفا کیا۔[20] اسی طرح حضرت ابن عباس کی خالہ ام حفید نے آپ کے لیے اقط (پنیر) سمن (گھی/مکھن) اور اضب (گوہوں) کا ہدیہ بھیجا آپ نے اقط و سمن تو تناول کیا مگر اضب سے اس کی گندگی کے سبب احتراز کیا۔[21] یہ دونوں روایات غالباً ایک ہی واقعہ سے متعلق امام مالک اور امام بخاری کے یہاں نقل ہوئی ہیں۔ امام بخاری ہی کی نقل کردہ حدیث ہے کہ جب آپ نے حضرت زینب سے شادی کی تو حضرت ام سلیم نے حضرت انس رضؓ سے کہا کہ ہمیں آپ کے لیے ہدیہ بھیجنا چاہیے پھر انھوں نے کھجور (تمر) گھی (سمن) اور پنیر (اقط) کو ملا کر ایک بڑی ہانڈی میں حیسہ بنایا اور آپ کے ہدیہ بھیجا۔ آپ نے اصحاب میں سے نام بنام لوگوں کو بلایا اور اس میں سب کو شریک کیا۔[22] امام مسلم کی دو روایات میں ہے کہ حضرت جویریہ ام المومنین کے گھر بکری کے گوشت کا صدقہ ان کی باندی کے لیے آیا تو آپ نے اسے نوش فرمایا کہ وہ باندی کے لیے صدقہ اور آپ کے لیے ہدیہ تھا۔[23] متعدد روایات میں تصریح

آئی ہے کہ آپ صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے اور ہدیہ قبول کر لیتے تھے۔[۲۴] امام مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ام مالک آپ کو عموماً سمن (گھی) ہدیہ میں بھیجا کرتی تھیں۔[۲۵] متعدد دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے صحابہ کرام آپ کے لیے ہدیہ میں کھانے پینے کی اشیاء بھیجا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ آپ کسی نہ کسی زوجۂ مطہرہ کے گھر میں قیام پذیر بھی ہوا کرتے تھے۔[۲۶] ابن ماجہ کی متعدد احادیث میں آیا ہے کہ آپ کے لیے پرانی کھجوروں (تمر عتیق) کا ہدیہ کبھی آیا تو کبھی طائف کے انگور کا اور کبھی طعام سخن (گرم پکا ہوا کھانا) کا۔ آپ نے آخر الذکر کھانے کو تناول فرما کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مدت کے بعد ایسا کھانا عطا کیا۔[۲۷] اور تو اور ایک بار حضرت ابوہریرہ جیسے مفلس و نادار طالب علم نے آپ کو کھجوریں ہدیہ میں لا کر کھلائیں۔[۲۸] حضرت سعد بن عبادہ کے ہدیۂ طعام کا حوالہ اوپر آ چکا ہے۔ اس کے باب میں ابن سعد کی روایت سے تصریح ہوتی ہے کہ صحابی موصوف آپ کے لیے روزانہ گوشت یا دودھ یا سرکہ و تیل یا گھی کا ثرید بھرا بڑا پیالہ (جفنۃ) بھیجا کرتے تھے۔ اکثر اس میں گوشت کا ثرید ہوتا تھا اور یہ پیالۂ دلنوازی آپ کے ساتھ تمام ازواجِ مطہرات کے ہاں گردش کیا کرتا تھا۔[۲۹] ایک دلچسپ روایت یہ ہے کہ مدنی اصحابِ زراعت اور مالکانِ باغ اپنی کھجور کی پیداوار میں سے اس کے کچھ گچھے / خوشے مسجد میں نادار نمازیوں کے لیے لٹکا دیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے ردی کھجوروں کے خوشے کو دیکھ کر اس کے ہدیہ و صدقہ کرنے والوں کو سخت سست کہا تھا کہ وہ اللہ کی راہ میں ردی مال ہدیہ کیا کرتے ہیں جبکہ عمدہ مال اور بہترین شے کا مطالبۂ الٰہی ہے۔[۳۰]

اوپر کی روایات میں ٹھوس کھانے (طعام) کے ساتھ بعض مشروبات کا بھی حوالہ آیا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان پر مشتمل ہدایا کا الگ سے بھی ذکر کیا جائے کیونکہ اس سے معیشت نبوی کے بعض غیر معروف یا کم معروف پہلو روشن ہوں گے۔ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک بار دودھ میں پانی ملا کر آپ کو پیالہ ہدیہ کیا گیا۔ آپ نے نوش فرما کر پہلے ایک اعرابی کو دیا جو داہنے ہاتھ بیٹھا تھا کہ سنتِ نبوی یہی ہے اور پھر حضرت ابوبکر کو عطا فرمایا جو بائیں جانب نشست رکھتے تھے۔[۳۱] حضرت جابر کا بیان ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آپ کو نبیذ کا ہدیہ پیش کیا۔[۳۲] بلاذری میں ایک دلچسپ روایت یہ ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری وغیرہ متعدد صحابہ کرام آپ کے لیے اور آپ کے گھر والوں کے لیے پانی سے بھرے مٹکے فراہم کیا کرتے تھے۔[۳۳] واقعہ تحریم میں یہ ذکر کافی معروف ہے کہ آپ کی ایک زوجۂ مطہرہ کو ان کی ایک ہم قوم عورت

نے شہد کی ایک بڑی مشک ہدیہ کی تھی اور آپ روزانہ ان کے گھر عصر بعد جاتے تو تناول فرمایا کرتے اس میں اکثر تاخیر ہوجایا کرتی تھی۔[۳۴] ایک بار دودھ کا ہدیہ آیا تو آپ نے پی کر کلی کی اور پھر نماز پڑھی اور فرمایا کہ اس میں چکنائی ہوتی ہے اس لیے وضو (کلی) ضروری ہے۔[۳۵] معیشتِ نبوی کے ضمن میں ایک حدیث اکثر بیان کی جاتی ہے مگر زہد و فقر کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے اس کے صرف ایک حصہ پر زور دیا جاتا ہے۔ متعدد ائمۂ حدیث کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے ایک بار اپنے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر سے کہا کہ ہم ایک چاند سے دوسرا چاند اور دو ماہ میں تین چاند دیکھ لیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں جلا کرتی تھی۔ عروہ نے خالہ سے پوچھا کہ پھر سامانِ زیست کیا تھا؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: عموماً دو سیاہ (اسود) چیزوں یعنی کھجور اور پانی پر گذارا ہوتا تھا۔ البتہ آپ کے انصاری پڑوسی اپنے دودھاری جانوروں یعنی اونٹنیوں کا دودھ آپ کے لیے ہدیہ بھیجا کرتے تھے اور آپ ہم کو بھی پلاتے تھے۔[۳۶] دودھ کے معیشتِ نبوی میں حصہ پر ایک اور بحث آگے آرہی ہے۔

بارگاہ رسالت میں ہدایا بھیجنے کے علاوہ آپ کے محبت کرنے والے اصحاب آپ کو اکثر و بیشتر اپنے گھروں پر دعوت بھی دیا کرتے تھے۔ بلاذری کے مطابق حضرت براء بن معرور کی اہلیہ حضرت ام بسر نے تحویلِ قبلہ بروز سہ شنبہ ۱۵ شعبان ۲ھ سے قبل آپ کی شاندار دعوت کی تھی۔[۳۷] معیشتِ نبوی کا یہ باب بھی کافی دل آویز اور مفصل ہے۔ امام بخاری وغیرہ کی روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری نے آپ کو مع آپ کے صحابہ کرام کے کھانے پر اپنے گھر بلایا اور آپ نے دعوت قبول کی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری کے گھر آپ نے کئی بار کھانا تناول فرمایا، صرف غزوہ خندق کے دوران ہی نہیں جس کا ذکر روایات میں زیادہ آیا ہے۔[۳۸] ان کے علاوہ آپ نے حضرت عتبان بن مالک انصاری کے گھر پر ان کی گھریلو مسجد کا نماز پڑھ کر افتتاح کیا اور پھر ان کی دعوت پر خزیرہ کی دعوت اپنے چند اصحاب کے ساتھ کھائی۔[۳۹] حضرت انس کی دادی حضرت ام مُلیکہ کے گھر آپ کے کھانا کھانے کا واقعہ کافی مشہور و معروف ہے۔ اس گھرانے سے آپ کے خصوصی تعلقات تھے اس لیے آپ کبھی حضرت انس کی والدہ حضرت ام سُلیم ان کے والد و نگراں حضرت ابوطلحہ اور ان کی دادی حضرت ام مُلیکہ کے گھر جایا کرتے تھے اور خصوصی دعوتوں کے علاوہ اپنی زیارتوں میں بھی کھانا تناول کیا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت ام سلیم نے گھی اور کھجور پیش کیے مگر آپ نے

روزہ کی وجہ سے نہیں کھلائے[۳۸]۔ حضرت ابوشعیب گوشت کے تاجر/دوکاندار تھے۔ انھوں نے ایک بار آپ کی چند اصحاب کے ساتھ دعوت کی اور عمدہ کھانا کھلایا[۳۹]۔ ایک بار جنازہ سے واپسی پر ایک عورت نے دعوت دی اور آپ نے قبول کر کے اپنے اصحاب کے ساتھ بکری کا گوشت تناول فرمایا۔ اس کا ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہے[۴۱]۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ ایک بار حضرات علیؓ و فاطمہؓ کے یہاں ایک مہمان وارد ہوا۔ ان کی ضیافت کے لیے کھانا تیار ہوا تو آپ کو بھی دعوت دی اور آپ نے قبول فرمایا[۴۲]۔

غزوۂ خندق کے دوران ایک دن حضرت جابر نے گوشت اور جو کی روٹی سے آپ کے صحابہ کرام سمیت آپ کی دعوت کی۔ آپ کے معجزہ سے ہانڈی سے ہزار اصحاب نے پیٹ بھر کر کھایا اور وہ پھر بھی اسی طرح کھانے سے بھری رہی[۴۴]۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ ایک خیاط نے آپ کی دعوت کی اور میں بھی آپ کے ساتھ شریکِ طعام ہوا تو دیکھا کہ آپ پیالہ کے کنارے لوکی کے ٹکڑے ڈھونڈھتے تھے۔ پیالہ میں دراصل لوکی کے سالن پر مشتمل ثرید تھی اور اس دن سے حضرت انس کو بھی لوکی پسند آنے لگی[۴۵]۔ مسلم کی حدیث میں ہے کہ بنوسلمہ کے ایک شخص نے جزور (اونٹ) ذبح کر کے آپ کو گوشت کی دعوت دی[۴۶]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے دعوت کی تو پہلو (جنب) کا گوشت بھون کر کھلایا[۴۷]۔ حضرت ام المنذر نے آپ کو حضرت علی کے ساتھ دعوت پر بلایا تو دوال (سوکھی کھجور کا خوشہ) کھلایا[۴۸]۔ دعوتوں کا سلسلہ انھیں مثالوں اور تاریخی واقعات پر ختم نہیں ہوتا۔ تلاش کرنے سے مزید مثالیں اور واقعات مل جائیں گے۔

ایک سنت نبوی یہ بھی تھی کہ آپ مختلف صحابۂ کرام کے ہاں ان کے گھروں کی وقتاً فوقتاً زیارت بھی کیا کرتے اور جب کسی کے ہاں جاتے تو وہ حتی الوسع آپ کی خدمت کیا کرتا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان زیارتوں کے دوران اکثر و بیشتر صحابہ کرام آپ کو اور آپ کے ہمراہ ساتھیوں کی کھانے پینے کی دعوت بھی کیا کرتے تھے۔ ایسی ہی ایک زیارت کے دوران آپ کو کتف (شانہ) کا گوشت پیش کیا گیا اور آپ نے برغبت کھایا[۴۹]۔ ایک اور زیارت میں کسی نے دودھ پیش کیا اور آپ نے قبول فرمالیا[۵۰]۔ حضرت ام سلیم کے گھر آپ اکثر جایا کرتے تھے اور وہ آپ کی ضیافت کیا کرتی تھیں۔ ایک بار انھوں نے کھجور اور گھی پیش کیا مگر آپ نے روزہ کے سبب اسے قبول نہیں کیا[۵۱]۔ ایک اور موقعہ پر آپ کو ذراع (دست) کا گوشت پیش کیا گیا اور

آپ نے پسندیدگی سے تناول کیا۔[۵۲] روایات کا اتفاق ہے کہ آپ جب کبھی قبا تشریف لے جاتے تو حضرت امِ حرام بنتِ ملحان کے گھر ضرور جاتے اور وہاں استراحت فرماتے اور وہ آپ کو کھانا کھلائے بغیر نہیں آنے دیتیں۔[۵۳] بعض دوسری صحابیات کے گھروں کی زیارت کے حوالے بھی احادیث میں آتے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت ام عمارہ کے گھر جانے اور وہاں لذتِ کام و دہن کرنے سے متعلق ہے۔[۵۴] ترمذی کی روایت ہے کہ آپ نے ایک انصاریہ کے گھر کی زیارت کی تو انھوں نے بکری ذبح کر کے گوشت کھلایا اور بعد میں کھجوروں (رطب) سے ضیافت کی۔[۵۵] مسلم میں ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن بسر کے گھر گئے تو انھوں نے کھانے (طعام) دودھ (وطبہ) اور کھجور (تمر) سے آپ کی ضیافت کی۔[۵۶] حضرت سعد بن عبادہ نہ صرف آپ کے مختلف مکانات پر آپ کے لیے مستقل خوانِ نعمت بھیجا کرتے تھے بلکہ آپ جب بھی ان کے گھر جاتے اور آپ اکثر ان کی زیارت کیا کرتے تھے تو وہ آپ کو عمدہ کھانوں سے نوازے بغیر نہیں آنے دیتے تھے۔[۵۷] فتح مکہ میں حضرت ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے تو انھوں نے روٹی اور سرکہ سے ضیافت کی۔[۵۸] بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ آپ کسی اور مقصد سے کسی کے ہاں گئے اور اس نے آپ کی مہمانداری کی کہ عرب مہمان نوازی کھلائے پلائے بغیر مہمان و زائر کو اجازتِ رخصت نہیں دیتی تھی، اسی سلسلہ میں ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ پر ان کے والد کے زمانے سے ایک یہودی کا قرضہ چلا آرہا تھا۔ آپ یہودی سے مہلت دلانے کے لیے جابر کے باغِ نخل میں گئے تو صحابی موصوف نے عمدہ کھجوروں (رطب) سے آپ کی تواضع کی اور پھر جب فصل آنے پر آپ ان کا قرض چکانے اور یہودی قرض خواہ کا حصہ دلانے کے لیے گئے تو بھی آپ کی تواضع کی گئی۔[۵۹] موطا، مسلم اور ترمذی وغیرہ کی روایت ہے کہ ایک بار حضرات شیخین کے ساتھ آپ بھوک سے بیتاب ہو کر نکلے تو تینوں بزرگ باقاعدہ طے کر کے حضرت ابوالہیثم بن التیہان کے گھر کھانے کی غرض سے گئے صحابی مذکور گھر میں نہ تھے مگر ان کے اہل و عیال نے ان اکابر کی خاطر تواضع کی اور جب صاحبِ مکان آئے تو انھوں نے باقاعدہ بکری ذبح کر کے تینوں کی شاندار دعوت کی۔ گوشت کے علاوہ مختلف اقسام کی کھجوریں اور ٹھنڈا پانی بھی ان نعمتوں میں شامل تھا۔ امام مالک کے ہاں جو (شعیر) کی روٹی بھی مذکور ہے جو اس دعوت میں پیش کی گئی تھی۔ غالباً یہ واقعہ مدینہ منورہ کے

ابتدائی عہد کا ہے اور عین ممکن ہے کہ بعد میں زمانہ قحط سے اس کا تعلق رہا ہو[۵۹]۔ زیارتوں کے علاوہ اہل مدینہ اکثر و بیشتر اپنے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ چلتے بھی برکت کے حصول یا محبت و تعلق کے اظہار کے لیے اپنے گھر بلا کر لذت کام و دہن کا نظم کرتے تھے. ذکر آچکا ہے کہ ایک مسلم کے جنازہ کی تدفین سے واپسی پر آپ کو ایک عورت نے کھانا کھلایا تھا۔ ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ راہ سے آپ گزر رہے تھے اور راستہ میں ایک شخص ہانڈی چڑھائے کھانا پکا رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: کھانا پک گیا، اس نے بطیب خاطر پیش کر دیا اور آپ اس میں سے ایک ٹکڑا نکال کر کھاتے ہوئے مسجد چلے گئے[۶۰] ظاہر ہے کہ ایسے واقعات کی بھی کمی نہیں، تلاش و جستجو سے ان کی بہت سی مثالیں جمع کی جا سکتی ہیں۔

عام دعوتوں اور زیارتوں کے علاوہ شادی بیاہ وغیرہ کے مخصوص مواقع پر بھی آپ کو اکثر و بیشتر دعوتِ طعام و شرب دی جاتی تھی اور اگر کوئی شرعی مصلحت مانع نہ ہوتی تو آپ ہر دعوت ضرور قبول فرماتے تھے۔ ایسی مخصوص دعوتوں میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں آپ نے شرکت فرمائی۔ روایات میں ایک دلچسپ واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابواسید ساعدی کی شادی ہوئی تو انھوں نے آپ کو چند دوسرے رفقائے کرام کے ساتھ دعوت دی۔ گھر میں میاں بیوی کے سوا اور کوئی خادم نہ تھا لہٰذا نئی نویلی دلہن نے اپنے ہاتھوں سے اپنے رسول کے لیے کھانا پکایا اور پھر خود آپ کو اور آپ کے اصحاب کی خدمت میں پیش کیا۔ کھانے کے بعد انھوں نے پتھر کے برتن میں تیار کردہ کھجور کی نبیذ بھی آپ کو پلائی[۶۱]۔ ایسے ہی ایک موقع پر آپ کے ایک فارسی پڑوسی نے آپ کی اور حضرت عائشہ کی دعوت کی۔ دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ پڑوسی صرف آپ کو بلانا چاہتا تھا مگر آپ نے حضرت عائشہ کے لیے بھی پوچھا اس نے ہامی نہ بھری۔ بالآخر تیسری بار اس نے حضرت عائشہ کی بھی دعوت کی اور آپ نے تب قبول کی[۶۲] اگرچہ شادی بیاہ اور دوسرے خاص مواقع پر آپ کی شرکت کا ذکر ملتا ہے تاہم دعوتِ طعام و لذتِ کام و دہن کا صاف حوالہ نہیں ملتا مگر یہ قرینِ قیاس ہے کہ ایسے بہت سے مواقع پر آپ نے کھانا یا مشروب تناول و نوش فرمایا تھا۔

غزوات و مہمات اور اسفار کے دوران عموماً غیر معمولی حالات پیش آتے ہیں اور سامان رسد کی فراہمی ایک مشکل مسئلہ بن جاتی ہے۔ بسا اوقات اسباب و وسائل کے ہوتے ہوئے

بھی زادِ راہ کی فراہمی مشکل یا ناممکن ہوجاتی ہے۔ اس کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ ان میں سے رسد کی ترسیل کا انقطاع، جنگی حالات کا ہجوم، حالات کی سنگینی کے ساتھ ساتھ خوراک کی کمی بھی شامل ہے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر جب خندق کی کھدائی کا اہم اور ہنگامی کام چل رہا تھا مختلف اسباب و عوامل نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خندق کھودنے والے صحابۂ کرام کو بھوک کو سہلانے کی غرض سے پیٹ پر پتھر باندھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ صحابہ کرام نے جب بھوک کی شدت کی شکایت کی اور اپنے اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے ایک پتھر کو دکھایا تو آپ نے بلا شکوہ بطنِ مبارک سے کپڑا اٹھایا تو سب نے دیکھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر دو پتھر بندھے تھے۔ ہنگامی حالات اور غزوات و سرایا میں ایسے تنگیٔ معاش کے واقعات قطعی فطری اور معمولی ہیں مگر وہ تصویر ایک رخ فراہم کرتے ہیں۔ دوسرا رخ وہ واقعات و حالات پیش کرتے ہیں جن میں صحابہ کرام نے اپنی گرہ سے اور کبھی اجتماعی طور سے آپ اور آپ کے اصحاب کے لیے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ چنانچہ غزوۂ خندق کا دوسرا رخ وہ تھا جو حضرت جابر کی دعوت کی صورت میں نظر آیا تھا۔ اسی غزوہ کے دوران ایک بار حضرت ابوطلحہ انصاری نے حضرت ام سلیم سے کھانا پکوا کر مسلم فوج کی خاصی بڑی جماعت کے کھانے کا اہتمام کیا تھا اور جس کے نتیجہ میں معجزۂ نبوی ظاہر ہوا اور تقریباً ایک ہزار اصحاب نے لذتِ کام و دہن سے لطف اٹھایا تھا[۶۵] مگر عام حالات میں صحابہ کو تھوڑا سا جو (شعیر) نصیب ہوتا اور لوگ عموماً بھوکے رہتے۔[۶۶]

غزوۂ غابہ کے دوران آپ نے ایک گائے ذبح کر کے مسلمانوں کی خوراک کا انتظام کیا تھا۔[۶۷] حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے سریۂ سیف البحر میں سامانِ رسد کی اتنی کمی ہوگئی تھی کہ ایک دن میں صرف ایک کھجور ملتی تھی اور آخر نوبت بایں جا رسید کہ صرف گٹھلی چوستے رہتے تھے۔ سمندر کے کنارے فضلِ الٰہی سے ایک بڑی مچھلی ملی تو تین سو مسلمان فوجیوں کو بھکمری سے نجات ملی۔[۶۸] ایک مہم کے دوران آپ نے ایک مشرک سے بکری خریدی اور اس کے گوشت سے مسلمانوں کی تواضع کی۔[۶۹] مر الظہران کے مقام پر ایک مہم کے دوران کباث (بیر) چن کر صحابہ کرام کھا رہے تھے آپ نے ان کو ہدایت کی کہ وہ کالے کھائیں کہ وہ زیادہ میٹھے ہوتے ہیں۔[۷۰] غزوات کے دوران کھانے کا عام طریقہ یہ تھا کہ سب لوگ اپنا کھانا (ازواد) ایک دسترخوان پر جمع کر کے کھاتے اس میں برکت کا ظہور ہوتا اور سب کا پیٹ بھی بھر جاتا۔ چنانچہ خیبر کے بارے میں کئی روایات ملتی ہیں جس میں آپ نے لوگوں سے کھانا جمع کرنے کا حکم دیا اور زیادہ تر ستو (سویق) وغیرہ معمولی کھانا

جمع ہوا ستو چاٹ لیا جاتا اور دوسری چیزیں کھا کر پانی پی لیا جاتا[71]۔ حدیبیہ کے موقع پر اور سفر کے دوران متعدد اصحاب نے شکار کا گوشت پیش کیا اور آپ نے کبھی تناول فرمایا اور کبھی کسی سبب سے انکار کر دیا[72]۔ صلح حدیبیہ کے اختتام پر آپ نے جب عمرہ ادا فرمایا تو ابوجہل سے غزوہ بدر میں ملنے والے اونٹ کو جو بہت قیمتی تھا اللہ کی راہ میں قربان کر دیا اور اس کا گوشت مسلمانوں میں تقسیم کیا[73]۔ غزوہ ذی قرد کے دوران حضرت سعد بن عبادہ نے مسلمان سپاہیوں کی خوراک کے لیے کئی اونٹوں پر لاد کر کھجوریں بھیجیں اور دس اونٹ (جزائر) ذبح کیے۔ حضرت سعد اور ان کے فرزند حضرت قیس نے کئی غزوات و سرایا میں اپنی فیاضی کا مظاہرہ کیا اور مسلمان سپاہیوں کے لیے سامانِ رسد فراہم کیا[74]۔ عام حالات میں خشک رسد جیسے ستو، کھجور وغیرہ ہی آپ کا بھی زادِ سفر ہوتا تھا مگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مواقع اور حالات کے مطابق کھانا پکانے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ام عطیہ نے سات غزوات میں شرکت کی اور مجاہدینِ اسلام کے لیے باقاعدہ کھانا پکاتی رہیں[75]۔ غزوۂ خیبر اور فتح مکہ کے مواقع پر کھانا پکانے کے اہتمام کا سراغ ملتا ہے[76]۔ اپنے عمروں اور واحد حج کے دوران آپ نے قربانی کے گوشت سے اپنے کام و دہن کی تواضع کی اور دوسروں کو بھی اس سے فیضیاب کیا[77]۔

مہمات و اسفار کے دوران آپ کی شکم سیری کے لیے متعدد صحابہ کرام کھانے پینے کے ہدایا بھی پیش کیا کرتے تھے۔ ایک مہم کے دوران آپ قضائے حاجت کے لیے پہاڑ کی وادی کی طرف تشریف لے گئے اور واپس آئے تو حضرت جابر اور ان کے ساتھی ڈھالوں وغیرہ پر رکھے کھجور کھا رہے تھے، آپ کو شرکت کی دعوت دی اور آپ نے کھایا[78]۔ حضرت سعد بن عبادہ اور ان کے فرزند حضرت قیس کے سامانِ رسد کی مختلف غزوات میں فراہمی کا حوالہ اوپر آچکا ہے۔ واقدی وغیرہ نے ان کی ہر آن فیاضی اور سخاوت کا ذکر بڑے شاندار الفاظ میں کیا ہے۔ چنانچہ غزوہ غابہ وغیرہ میں ان کے عطایا کا ذکر مفصل ملتا ہے۔ حدیبیہ کے مبارک سفر کے دوران جب آپ ابواء کے مقام پر پہونچے تو حضرت ایماء بن رُحضَہ نے اپنے فرزند حضرت خفاف کے ہمراہ آپ کی فوج کے لیے چند اونٹ اور سو بکریاں اور دو اونٹوں کے بوجھ کے برابر دودھ بھیجا جو آپ نے قبول فرمایا[79]۔ غزوہ تبوک کے جیشِ عسرت کے لیے متعدد صحابہ کرام نے مال دیا تھا جبکہ حضرت عاصم بن عدی نے نوّے وسق کھجور (تمر) فراہم کی تھی۔ اسی

طرح حضرت یامین نضری وغیرہ دوسرے صحابہ نے بھی کھجور اور کھانے کی دوسری اشیاء کا صدقہ/ہدیہ کیا تھا[۹۵]۔ احادیث میں بھی آتا ہے کہ متعدد مسلم وغیر مسلم حضرات وخواتین نے خاص آپ کے لیے کھانے کی کوئی شے ہدیہ کی تھی۔ مثلاً حجۃ الوداع میں حضرت ام الفضل نے خاص عرفہ کے دن آپ کو دودھ کا ہدیہ بھیجا تھا اور آپ نے وہیں اونٹنی پر تشریف رکھتے ہوئے نوش فرمایا تھا[۹۶]۔ جبکہ فتح مکہ کے وقت صفوان بن امیہ نے آپ کو کھانے اور دودھ کا ہدیہ پیش کیا تھا[۹۷]۔ دوسرے غیر مسلموں میں خیبر کے غزوہ کے دوران ایک یہودیہ کا آپ کو زہر آلود بکری کا گوشت پیش کرنے کا حوالہ آتا ہے۔ حضرت بشر بن براء اسے کھا کر شہید ہو گئے تھے اور آپ نے ہاتھ کھینچ لیا تھا[۹۸]۔ واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق غزوۂ تبوک کے دوران بنو عریض یہودی نے آپ کو ہریس پیش کیا، آپ نے قبول فرما کر تناول کیا اور بعد میں ان کو بطور معاوضہ مفتوحہ علاقہ کی ایک مقررہ مقدار (طُعمہ) ہمیشہ کے لیے عطا کر دی[۹۹]۔ ایسی مثالیں مزید تلاش وجستجو سے مل سکتی ہیں۔ غزوات وسرایا میں فوج کشی کے نتیجہ کے طور پر بالعموم اموالِ غنیمت حاصل ہوتے تھے اور ان میں کھانے پینے کی اشیاء بھی شامل ہوتی تھیں۔ اموالِ غنیمت میں آپ کے حصہ پر بحث تو ذرا بعد میں ہوگی اشیاء خورد ونوش کے بارے میں یہاں یہ کہنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے مطابق وہ مسلمانوں فوجیوں میں تقسیم کر دی جاتی تھیں بلکہ لوگ خود اپنی ضرورت وطلب بھر لے لیتے تھے اور ان کے باقاعدہ حصے نہیں لگائے جاتے تھے۔ اس عمومی فائدہ میں ظاہر ہے کہ آپ کا بھی حصہ ہوتا تھا۔ ثبوت وتصدیق کے لیے چند مثالیں پیش ہیں۔ غزوۂ خیبر کے پس منظر میں امام بخاری کی کئی روایات ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ اس کے مطابق ان کا بیان ہے کہ اپنے مغازی میں شہد اور انگور وغیرہ پاتے تو کھا لیتے اور آپ کے پاس باقاعدہ جمع نہ کرتے[۱۰۰]۔ حضرت عبداللہ بن مغفل کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں ان کو چربی/گھی بھری تھیلی ملی تو جھک کر اٹھانے لگے مگر آپ کو متوجہ پا کر چھوڑ دیا[۱۰۱]۔ خیبر میں ارباب سیر کے مطابق کافی خورد ونوش کا سامان ملا تھا وہ ہر ایک نے اپنی طلب وپیاس کے بقدر لے لیا[۱۰۲]۔ ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ کی خدمت میں نبیذ پیش کی گئی[۱۰۳]۔ مہمات کے دوران سامانِ رسد کی فراہمی کا ایک ذریعہ خرید وفروخت بھی تھا جس کی کئی مثالیں اوپر گذر چکی ہیں اور متعدد تلاش وجستجو پر مزید مل سکتی ہیں۔

اب تک جو بحث کی گئی ہے وہ صحابۂ کرام کے ہدایا، دعوتوں، اجتماعی کھانوں، میزبانوں

کی سخاوت یعنی دوسروں کے سامانِ خورد و نوش فراہم کرنے پر مبنی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تمام ذرائع جزوی یا وقتی تدارک کے تھے اور پھر دوسروں کی کمائی پر مبنی تھے۔ آخر آپ نے اپنی ضروریات اور اپنے اہل و عیال بالخصوص ازواجِ مطہرات کے لیے کیا انتظام کیا تھا؟ کیا ان سب کا گذارہ محض عطایائے غیر پر تھا یا آپ نے اکلِ حلال کے لیے کوئی مستقل انتظام بھی کیا تھا؟ ان تمام اور ان جیسے دوسرے متعدد سوالات کا جواب بھی ہماری روایاتِ سیرت و تاریخ اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا جاتا ہے۔ ان سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض توکلِ الٰہی، عطائے احباء و اصدقاء اور فتوح پر تکیہ نہیں کیا تھا بلکہ اپنے خاص وسائل و ذرائع سے اپنے اہل و عیال کے لیے سامانِ زلیست فراہم کرتے تھے۔ ذیل میں ہم اسی موضوع پر مفصل بحث کرتے ہیں تاکہ معیشتِ نبوی کے اس اہم ترین باب کو بھی روشنی میں لایا جاسکے۔

ماخذ میں متعدد روایات ایسی مذکور ہیں جن میں آپ کے اپنے گھر میں کھانے اور مشروب نوش کرنے کی تصریح ملتی ہے یہاں ہم ان مرویات و احادیث کا حوالہ نہیں دیں گے جو معیشتِ نبوی میں عطائے غیر کی حصہ داری دکھاتی ہیں۔ بلکہ ان کا بیان کریں گے جو آپ کے اپنے وسائل و ذرائع کی قطعی تصریح کرتی ہیں یا ان کے قرائن کی طرف اشارہ کرتی ہیں بعض ایسی مرویات کا بھی حوالہ آئے گا جن میں نجی وسائل کا اشارہ پایا جاتا ہے اور نہ قرینہ۔ لیکن اس سے قبل ذرا ان روایات کا ذکر جن کی بنیاد پر فقر و فاقہ کو اسلامی زندگی کا آدرش قرار دیا جاتا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ خانہ (آل) اور ازواج مطہرات نے تین دن پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تاآنکہ آپ کی وفات ہوگئی۔ انھیں کی ایک اور روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے سفرِ آخرت اختیار کیا مگر جو کی روٹی پیٹ بھر نہیں کھائی۔ حضرت عائشہؓ کی روایت میں گیہوں کے کھانے کے تین رات مسلسل کھانے کا حوالہ ہے۔ ام المومنین کی سند سے ایک اور روایت یہ مروی ہے کہ آلِ محمدؐ نے دو دن مسلسل جو کی روٹی نہیں کھائی تاآنکہ آپ کی وفات ہوگئی۔ ایسی اور کئی روایات ہیں اور ان سب مرویات و احادیث کے اور بھی متابعات اور شکلیں ہیں مگر ان سب کا مقصود یہ ہے کہ مسلسل آپ کے خاندان والوں نے جو یا گیہوں کی روٹی اور سالن وغیرہ نہیں کھایا۔ ظاہر ہے کہ بسا اوقات خاندانِ رسالت پر پیغمبری وقت بھی پڑا تھا اور فقر و فاقہ سے واسطہ

بھی۔ مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ فقر و فاقہ ہی کا وہاں ڈیرا نہ تھا۔[۹۰]

جن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے گھر میں کھانا اور مشروب تناول کرتے تھے ان میں سے ایک وہ ہے جس کے مطابق آپ اپنے ربیب اور سوتیلے بیٹے حضرت عمر بن ابی سلمہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور ان کا ہاتھ پیالے میں ادھر ادھر بھٹک رہا تھا آپ نے ان کو نصیحت کی کہ بسم اللہ کہہ کر اپنے سامنے سے کھانا کھایا کرو۔[۹۱] پردہ کے احکام کے نزول کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کسی ضرورت سے باہر نکلیں۔ وہ لحیم و شحیم تھیں اس لیے انھیں پہچاننے میں کوئی زحمت نہیں پیش آتی تھی۔ حضرت عمر نے ان کو پہچان کر ان کے باہر نکلنے پر اعتراض کیا۔ وہ گھر واپس آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کا کھانا کھاتے دیکھا آپ کے ہاتھ میں شوربہ (عرق) تھا۔ آپ سے حضرت عمر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: کام اور ضرورت سے تم لوگ نکل سکتی ہو۔[۹۲] مشہور روایت ہے کہ آپ کا پسندیدہ کھانا ثرید (روٹی / شوربہ / یا کسی سالن میں توڑ کر) ہوتا جو آپ زیادہ تر تناول کرتے تھے۔[۹۳] بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ کھجور اور ککڑی (رطب، قثا) کھجور اور خربوزہ (رطب، بطیخ) کھایا کرتے تھے۔[۹۴] ایک روایت میں ہے کہ آپ نے روٹی کھجور کے ساتھ کھائی۔[۹۵] دوسری روایت کے مطابق آپ نے حضرت عائشہ کے ساتھ گوشت تناول فرمایا اور بوٹی ہڈی سے چھڑا کر نوش فرمائی۔[۹۶] حضرت جابر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ آپ نے گھر والوں (اہل) سے شوربہ (اُدم) مانگا۔ انھوں نے کہا کہ صرف سرکہ موجود ہے۔ اسی کو منگوایا اور کھانا کھاتے ہوئے فرماتے رہے بہترین شوربہ سرکہ ہوتا ہے۔ صحابی موصوف کی اس روایت کے دوسرے انداز میں اضافہ ہے کہ سرکہ سے روٹی کا ٹکڑا کھایا۔ ایک اور ان کی روایت ہے کہ ایک دن میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا آپ گزرے تو مجھے اشارہ کیا اور میں آیا تو آپ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر (بعض ازواج کے حجرے) لے گئے۔ میرے لیے اجازت لی جو پردہ کرکے دی گئی۔ آپ نے دوپہر / صبح کا کھانا (غدا) مانگا۔ چنانچہ تین ٹکیاں (اقرصۃ) لاکر رکھی گئیں اور ان دونوں حضرات نے ڈیڑھ ڈیڑھ روٹی کی ٹکیاں سرکہ کے ساتھ نوشِ جاں کیں۔[۹۷] واقعۂ تحریم کا سبب آپ کا حضرت زینب بنت جحش کے گھر میں شہد نوش فرمانے اور اس کی وجہ سے زیادہ دیر ان کے ہاں قیام کرنے کا شاخسانہ تھا۔ ازواجِ مطہرات آپ کے لیے کھانے کا ہدیہ ایک دوسرے کے گھر جہاں آپ کا قیام ہوتا بھیجا کرتی تھیں۔ سوتیا ڈاہ کا ایک دلچسپ اور بشری فطرت کا عکاس واقعہ یہ

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار آپ ایک زوجۂ مطہرہ کے گھر قیام پذیر تھے کہ کسی دوسری ام المومنین نے آپ کے لیے خادم کے ہمراہ کھانے کا پیالہ بھیجا۔ زوجۂ محترمہ کو غصہ وغیرت نے پیالہ ہاتھ مار کر گرانے پر مجبور کر دیا۔ پیالہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے کھانا اٹھا لیا اور خادم سے کہا کہ تمہاری ماں نے گڑبڑ کر دی۔ پھر ٹوٹا پیالہ اسی گھر میں روک لیا اور اس کے بدلہ سالم وثابت پیالہ واپس کر دیا۔ شارحین ورواۃ نے یہ واقعہ حضرت عائشہ کے گھر کا بتایا ہے[۹۸] انھیں کے بارے میں ایک اور روایت ہے کہ آپ حضرت عائشہؓ کا جھوٹا کھانا کھا لیتے تھے اور پارچہ/ پیالہ میں اسی جگہ سے دانت سے کاٹتے یا منہ سے پیتے تھے جہاں سے انھوں نے کھایا پیا ہوتا تھا حالانکہ وہ پاک نہیں ہوتی تھیں۔[۹۹] حضرت عائشہ کے پاس آپ نے روٹی، سرکہ اور کھجور کھائی۔ وہ آپ کو پندرہ بقرعید کے بعد بھی کراع (پائے/ بونگ) کھلایا کرتی تھیں۔ دوسری ازواج کا بھی قربانی کے دنوں میں یہی معمول تھا۔[۱۰۰]

حضرت میمونہ کے گھر آپ نے ایک بار بکری کے شانے کا گوشت کھایا اور اپنے ہی کسی گھر میں بکری کا دودھ دوہ کر خود پیا۔[۱۰۱] مسلم وغیرہ کی روایت ہے کہ ایک بار شوربہ اور گوشت کھایا اور پھر وضو نہیں کیا۔ ایک بار آپ بیت الخلاء سے باہر آئے تو کھانا پیش کیا گیا اور بلا وضو کیے آپ نے اسے تناول فرما لیا۔ انھیں کی روایت حضرت ابو رافع کے بارے میں یہ ہے کہ صحابی موصوف جو کہ خادم نبوی تھے آپ کے لیے بطن الشاۃ (بکری کا پیٹ/کلیجی وغیرہ) بھونتے تھے کہ آپ کو بہت پسند تھی۔[۱۰۲] روایت ہے کہ حضرت میمونہ کے گھر میں دودھ نوش کیا اور حضرات خالد بن ولید اور ابن عباس کو شریک کیا۔ ابن ماجہ وغیرہ کی روایت ہے کہ آپ چھ اصحاب کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور سارا کھانا دو لقموں میں چٹ کر گیا۔[۱۰۳] اسی جیسی ایک اور روایت ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ کھانے کے لیے تشریف فرما تھے کہ پہلے ایک خادمہ پھر ایک اعرابی آیا اور دونوں نے بلا بسم اللہ کہے کھانا چاہا مگر آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑ لیے اور فرمایا کھانا بسم اللہ کہہ کر کھایا کرو۔[۱۰۴] آپ گھر میں کھانا (غدا،) تناول فرما رہے تھے کہ حضرت انس بن مالک کعبی آ گئے، آپ نے ان کو دعوتِ طعام دی۔ آپ کا معمول تھا کہ کھاتے وقت اگر کوئی آ جاتا تو آپ اسے شرکت کی ضرور دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ ایک بار حضرت اسماء بنت یزید آئیں تو آپ نے کھانے میں شریک کرنے کے لیے بلایا۔[۱۰۵] حضرت جابر کے دو واقعے اوپر گزر چکے انھیں کی ایک اور روایت ہے کہ

گھر میں آپ دبا، (لوکی) کا سالن کھا رہے تھے اور آخر میں وہ روایت جو متعدد محدثین نے بیان کی ہے کہ حضرت عائشہ اور دوسری ازواج اپنے اپنے گھروں میں آپ کے لیے نبیذ بنایا کرتی تھیں۔[۱۰۶]

گھر میں کھانا پکانے کی بھی کئی روایات ملتی ہیں۔ ان میں سے دو ایک اوپر بیان بھی ہو چکی ہیں۔ مثلاً حضرت ابو رافع کے بطن الشاۃ (بکری کی کلیجی وغیرہ) بھوننے کا واقعہ۔ ابن ماجہ کی اسناد حسن سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ام ایمن نے آپ کے لیے آٹا چھان کر پتلی چپاتی (رغیف) پکائی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا کہ ہمارے علاقہ کا کھانا ہے جو ہم وہاں بنایا کرتے تھے۔ لہٰذا میرا جی چاہا کہ آپ کے لیے بھی چپاتی پکاؤں۔ فرمایا کہ بھوسی آٹے میں ملا کر پھر پکاؤ۔[۱۰۷] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں بھی دوسرے علاقوں کی مانند ہر گھر میں روٹی نہیں پکائی جاتی تھی بلکہ محلے میں سانجھا چولہا/تنور ہوتا تھا جہاں ضرورت مند آکر روٹیاں پکا لیتے تھے۔ اس مضمون کی آگاہی ابو داؤد کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کے مطابق حضرت حارثہ بن نعمان کی صاحبزادی کا بیان ہے کہ ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور ایک تھا۔ ابن اسحاق نے ان کا پورا نام ام ہشام بنت حارثہ النعمان بتایا ہے۔[۱۰۸] روایات میں آتا ہے کہ حضرت صفیہ بہت عمدہ کھانا پکانا جانتی تھیں اور آپ کو ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بہت پسند آتا تھا۔[۱۰۹] محدثین کے مطابق حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ آپ جب بھی بکری وغیرہ ذبح کرتے تو اس کے مختلف ٹکڑے/پارچے کر کے اپنی مرحومہ بیوی حضرت خدیجہ کی سہیلیوں اور رشتہ داروں اور بہنوں وغیرہ کے لیے ضرور بھیجا کرتے تھے اور غالباً کبھی پکا ہوا کھانا بھی ضرور بھیجتے ہوں گے۔[۱۱۰] اس قسم کی بعض اور روایات اور قرائن کا حوالہ آئندہ بھی آئے گا۔

تعلیقات وحواشی

[۱] اس ضمن میں حسب ذیل آیاتِ قرآنی ملاحظہ ہوں: غنا کے لیے: سورہ توبہ ۲۸، ۷۴، ۹۳۔ سورہ بنی اسرائیل ۲۹۔ سورہ فرقان ۶۷، سورہ نور ۳۲۔ سورہ ضحیٰ ۸ وغیرہ۔ فقر کے لیے: سورہ بقرہ ۲۶۸ اور سورہ توبہ ۶۰۔ مال کے لیے: سورہ بقرہ ۱۷۷، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۷۴۔ سورہ نساء ۳۴، ۹۵۔ سورہ انفال ۲۷۔ سورہ توبہ ۲۰، ۸۸، ۱۱۱، سورہ اسراء ۶۔ سورہ نور ۳۳۔ سورہ کہف ۳۹۔ سورہ احزاب ۲۷۔ سورہ نوح ۱۲۔ سورہ حجرات ۱۵۔ اور سورہ لیل ۱۸ وغیرہ۔

احادیث نبوی کے لیے بخاری شریف کی پہلی حدیث انما الاعمال بالنیات الخ اور اس کی شارحین کی تشریحات ملاحظہ ہوں۔ ۲؎ فقر وغنا پر صوفیہ کرام اور بعض دوسرے مکاتیب فکر کی رائیں ملاحظہ ہوں۔
۳؎ مثلاً مولانا شبلی نعمانی، سیرت النبی، دار المصنفین اعظم گڑھ ۱۹۸۳ء، اول ص ۲۸۲-۲۸۳۔ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، اعظم گڑھ ۱۹۸۴ء دوم ص ۳۳۷ پر ازواج مطہرات اور اہل وعیال کی سادہ زندگی کے ذیلی عنوان سے جو مختصر بحث کی ہے اس کا سارا زور فقر وزہد اور متقیانہ زندگی پر ہے۔ ۴؎ حضرت عثمان غنی اور دوسرے مالدار صحابہ کرام پر نقد وطعن ان کی دولت کے سبب کیا گیا۔ اسی طرح مالدار خلفا بھی مورد عتاب بنائے گئے۔
۵؎ حضرت ابوذر غفاری مال ودولت کے حصول اور ملکیت کے مخالف اور فوری تقسیم ومالی مساوات کے قائل تھے۔ متعدد مولفین نے ان کے نقطۂ نظر کی تعریف کی ہے۔ ۶؎ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مرتبہ مصطفیٰ السقا، ابراہیم الابیاری، عبد الحفیظ شبلی، مصطفیٰ البابی الحلبی قاہرہ ۱۹۵۵ء اول ص ۴۹۳ بخاری، الجامع الصحیح، طبع مصطفیٰ البابی الحلبی، جلد پنجم ص ۸۶-۸۷ ۷؎ ابن ہشام، اول ص ۴۹۵-۴۹۶ ۸؎ ابن ہشام، اول ص ۴۹۸-۴۹۹۔
بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ محمد اللہ، دار المعارف مصر قاہرہ ۱۹۵۹ء، اول ص ۲۶۶-۲۶۷ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الاشربہ، باب اباحۃ اکل الثوم الخ۔ ۹؎ انساب الاشراف، اول ص ۲۶۷ ۱۰؎ ابن ہشام، اول ص ۴۹۶-۴۹۸۔ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب علامات النبوۃ، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کتاب مواقیت الصلاۃ، باب اذا کان بین الامام ... الخ شبلی نعمانی، اول ص ۲۸۰-۲۸۳ ۱۱؎ انساب الاشراف اول ص ۲۷۰
۱۲؎ ابن سعد بحوالہ سیرت النبی ص ۲۸۰۔ انساب الاشراف اول، ص ۵۱۱ ۱۳؎ شبلی نعمانی، اول ص ۲۸۱-۲۸۲
۱۴؎ انساب الاشراف ص ۲۶۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت ۱۹۵۶ء، سوم ص ۶۱۴
۱۵؎ بخاری، کتاب الہبہ، باب قبول الہدیۃ۔ ابن ہشام، دوم ص ۶۴۴۔ شبلی نعمانی، دوم ص ۴۰۴-۴۰۹
۱۶؎ المؤطا، جلد سوم ص ۱۸۵ نیز کتاب الصیام، قضاء التطوع ۱۷؎ سنن ابی داؤد، کتاب الطہارہ باب سؤر الہرۃ ۱۸؎ بخاری، کتاب الہبہ، باب قبول الہدیہ، مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب قبول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الہدیۃ وردہ الصدقہ۔ باب اباحۃ الہدیہ الخ موطا، کتاب الطلاق، باب ماجاء فی الخیار حضرت بریرہ پر صدقہ کے لیے بخاری کے کئی دوسرے ابواب وکتب ملاحظہ ہوں ۱۹؎ ایضاً
۲۰؎ المؤطا، کتاب الجامع، باب ماجاء فی اکل الضب۔ ۲۱؎ بخاری، کتاب الہبہ، باب قبول الہدیہ کتاب الاطعمۃ، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یاکل الخ، ترمذی، ابواب الاطعمہ، باب فی اکل الضب۔
۲۲؎ بخاری، کتاب النکاح، باب الہدیۃ للعروس ۲۳؎ مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب اباحۃ الہدیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۴؎ حضرت بریرہ پر صدقہ سے متعلق احادیث مذکورہ بالا حاشیہ ۱۸ ملاحظہ فرمائیں۔

۲۵ھ مسلم، کتاب الفضائل ۔ ۲۶ھ انساب الاشراف اول ص۲۶۷ ۔ بخاری، کتاب الہبہ وفضلہا ۔ مسلم، کتاب الزہد والرقائق ۔ ترمذی، ابواب صفۃ القیامہ، باب سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب معیشت آل محمد ۔ ۲۷ھ سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب تفتیش التمر، باب اکل الثمار ۔ کتاب الزہد، باب معیشت آل محمد ۔ ۲۸ھ سنن ترمذی، ابواب المناقب، مناقب ابی ہریرہ ۔ ۲۹ھ ابن سعد، سوم ص۴۱۲ ۔ انساب الاشراف، اول ص۲۶۷ ۔ ۳۰ھ ابوداؤد، سنن، کتاب الزکوٰۃ، باب مالا یجوز من الثمرۃ فی الصدقۃ ۔ ۳۱ھ مسلم، کتاب الاشربہ، باب استحباب ادارۃ الماء واللبن ونحوھا عن یمین المبتدی ۔ ۳۲ھ مسلم، کتاب الاشربہ، باب فی شرب النبیذ ۔ ۳۳ھ انساب الاشراف، اول ص۵۳۵ ۔ بلاذری نے ان کنوؤں پر ایک الگ فصل قائم کی ہے جن کا پانی آپ کو پسند تھا اور عموماً پیا کرتے تھے ۔ اس فصل میں کافی اہم تفصیلات موجود ہیں ۔ ملاحظہ ہو ص۸-۵۳۵ ۔ ۳۴ھ بخاری، کتاب الطلاق، باب یا ایہا النبی لم تحرم الخ ۔ مسلم، کتاب الطلاق باب وجوب الکفارۃ علی من حرم امرأتہ ولم ینو الطلاق ۔ ابوداؤد، کتاب الاشربۃ، باب فی شراب العسل ۔ ۳۵ھ بخاری، کتاب الاشربہ، باب شرب اللبن ۔ ۳۶ھ بخاری، کتاب الہبۃ وفضلہا، وغیرہ ۔ ملاحظہ ہوں حوالے حاشیہ ۱۸ کے ۔ شبلی نعمانی، دوم مذکورہ بالا ۔ ۳۷ھ انساب الاشراف، اول ص۲۴۶ ۔ ۳۸ھ بخاری، کتاب الصلاۃ، باب من دعا لطعام فی المسجد ومن اجاب فیہ ۔ ۳۹ھ بخاری، کتاب الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت ۔ باب صلاۃ النوافل جماعۃ ۔ دوسرے کتب وابواب ۔ ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب المساجد فی الدور ۔ نیز مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ لعذر ۔ ۴۰ھ بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب قطع اللحم بالسکین اور دوسرے کتب وابواب ۔ الموطا، کتاب الجامع، جامع مسجد الضحیٰ، جامع ماجاء فی الطعام والشراب ۔ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ ۔ ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب اذا کانوا ثلاثۃ کیف یقومون، نیز بخاری، کتاب ابدء الخلق، باب علامات النبوۃ ۔ مسلم، کتاب الاشربۃ، باب جواز استتباعہ الخ و باب اکرام الضیف الخ ۔ ترمذی، ابواب المناقب، باب فی آیات نبوۃ النبی ۔ ۴۱ھ بخاری، کتاب البیوع، باب ما قیل فی اللحام والجزار اور دوسرے کتب وابواب ۔ ۴۲ھ ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی اجتناب الشبہات ۔ ۴۳ھ ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب فی طعام المتباریین ۔ ۴۴ھ بخاری، باب غزوۃ الخندق ۔ ۴۵ھ بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب من تتبع حوالی القصعۃ ....، باب التوید وغیرہ دوسرے ابواب ۔ ۴۶ھ مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب التبکیر بالعصر ۔ ۴۷ھ ابوداؤد، کتاب الطہارہ، باب فی ترک الوضوء مما مست النار ۔ ۴۸ھ ترمذی، کتاب الاطعمہ ۔ ابواب الطب، باب فی الحمیۃ ۔ نیز ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الحمیۃ ۔

سے ۴۹ بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ وفضلہا، باب اذا دعی الامام الی الصلاۃ اور دوسرے ابواب۔ موطا، ۱/ ۴۸۔ مسلم، کتاب الحیض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، متعدد احادیث/ روایات مروی ہیں۔
سے ۵۰ بخاری، کتاب الوضوء، باب ہل یمضمض عن اللبن۔ ابوداؤد، کتاب الطہارہ، باب فی الوضوء من اللبن۔ باب الرخصۃ فی ذلک۔ سے ۵۱ حوالہ اوپر گزر چکا ہے۔ سے ۵۲ بخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ بنی اسرائیل اور دوسرے کتب وابواب۔ سے ۵۳ موطا، کتاب الجہاد، الترغیب فی الجہاد۔ سے ۵۴ ترمذی ابواب الصوم، باب فی فضل الصائم اذا اکل عندہ سے ۵۵ ترمذی، ابواب الطہارہ، باب فی ترک الوضوء مما غیرت النار سے ۵۶ مسلم، کتاب الاشربہ، باب استحباب وضع النوی خارج التمر الخ۔ ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ باب التمر بالزبد۔ سے ۵۷ ابوداؤد، کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان۔
سے ۵۸ ترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب فی الخل۔ سے ۵۹ بخاری، کتاب الاطعمہ، باب الرطب والتمر،
سے ۶۰ موطا، کتاب الجامع، جامع ما جاء فی الطعام والشراب۔ مسلم، کتاب الاشربہ، باب جواز استتباعہ غیرہ الخ۔ ترمذی، ابواب الزہد، باب فی معیشۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سے ۶۱ ابوداؤد، کتاب الطہارۃ باب فی ترک الوضوء مما مست النار۔ سے ۶۲ بخاری، کتاب الاشربۃ، باب الانتباذ فی الاوعیۃ والتور، دوسرے کتب وابواب۔ بالخصوص کتاب النکاح۔ باب النقیع والشراب الذی لا یسکر فی العرس، وباب قیام المرأۃ علی الرجال فی العرس.... سے ۶۳ مسلم، کتاب الاشربۃ، باب ما یفعل الضیف اذا تبعہ غیر.. الخ
سے ۶۴ ترمذی، ابواب الزہد، باب فی معیشت اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
سے ۶۵ بخاری، کتاب الجہاد، باب من تکلم بالفارسیۃ والرطانۃ۔ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب علامات النبوۃ
سے ۶۶ بخاری، کتاب الجہاد، باب غزوۃ الخندق۔ سے ۶۷ بخاری، کتاب الجہاد، باب الطعام عند القدوم۔
سے ۶۸ ایضاً، باب حمل الزاد علی الرقاب، ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب
سے ۶۹ بخاری، کتاب الہبۃ، باب قبول الہدیۃ من المشرکین اور دوسرے کتب وابواب۔ مسلم، کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ۔ سے ۷۰ بخاری، کتاب الاطعمہ، باب الکباث وھو ثمر الاراک۔ مسلم، کتاب الاشربۃ، باب فضیلۃ الاسود من الکباث۔ سے ۷۱ بخاری، کتاب الجہاد، باب غزوۃ خیبر، باب حمل الزاد فی الغزو۔ موطا، ۱/ ۴۸۔ مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل.... الخ سے ۷۲ بخاری، کتاب الہبۃ وفضلہا باب قبول ہدیۃ الصید الخ... مسلم، کتاب الحج، باب تحریم الصید للمحرم۔ ابوداؤد، کتاب المناسک، باب لحم الصید للمحرم۔ ترمذی، ابواب الحج، باب فی اکل الصید للمحرم اور دوسرے ابواب وغیرہ۔
سے ۷۳ ترمذی، ابواب الحج، باب فی ما جاء کم حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۷۴ے واقدی، کتاب المغازی، مرتبہ مارسدن جونس، آکسفورڈ پریس ۱۹۶۶ء، ص ۶۴۷، ص ۷۵-۶۷۴
۷۵ے ملاحظہ ہو خیبر وغیرہ غزوات کا بیان مذکورہ بالا۔ ۷۶ے مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب النساء الغازیات...الخ
۷۷ے بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ خیبر، الحدیبیہ۔ ۷۸ے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ کے کتب حج ومناسک وکتاب الذبائح کے مختلف ابواب ملاحظہ ہوں۔
۷۹ے ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ، باب فی طعام الفجارۃ۔ ۸۰ے واقدی ص ۶۷۷، ۸۱ے واقدی ص ۹۹۱
۸۲ے موطا، کتاب الحج، صیام یوم عرفۃ۔ واقدی، ص ۱۱۰۴۔ ۸۳ے ابوداؤد، کتاب الادب، باب کیف الاستیذان، ترمذی، ابواب الاستیذان والآداب، باب التسلیم قبل الاستیذان۔
۸۴ے انساب الاشراف، اول ص ۲۴۶، بخاری، کتاب الجہاد، باب الجزیۃ، باب الشاۃ التی سمت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔ ابوداؤد، کتاب الدیات، باب فیمن سقی رجلا سما او اطعمہ فمات ایقاد منہ؟ مسلم، کتاب السلام، الطب والمرض والرقی۔ ۸۵ے واقدی ص ۱۰۰۶
۸۶ے بخاری، کتاب فرض الخمس، باب مایصیب من الطعام فی ارض الحرب۔ ترمذی باب فی حب النبی الحلوء والعسل۔ ۸۷ے بخاری، ایضاً۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب جواز الاکل من طعام الغنیمۃ فی دار الحرب۔ ۸۸ے ایضاً ۸۹ے ابوداؤد، کتاب المناسک، باب فی نبیذ السقایۃ۔
۹۰ے بخاری، کتاب الاطعمۃ، وقول اللہ تعالیٰ: کلوا من طیبات ما رزقناکم۔ باب من اکل حتی شبع اور کتاب الزہد کی مذکورہ بالا احادیث۔ ۹۱ے بخاری، کتاب الاطعمہ، باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین۔ ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل بالیمین۔ ترمذی، ابواب الاطعمۃ باب فی التسمیۃ علی الطعام۔
۹۲ے بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب۔ کتاب النکاح، باب خروج النساء لحوائجھن۔
۹۳ے بخاری، کتاب بدء الخلق، باب قول اللہ تعالیٰ: وضرب اللہ مثلا الخ۔ کتاب الاطعمۃ، باب الثرید۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضل خدیجہ، باب فضل عائشہ۔ ترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب فی فضل الثرید۔ ۹۴ے بخاری، کتاب الاطعمہ، باب الرطب بالقثاء، ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب فی الجمع بین لونین فی الاکل۔ ۹۵ے
۹۶ے ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی مؤاکلۃ الحائض ومجامعتہا۔
۹۷ے مسلم، کتاب الاشربہ، باب فضیلۃ الخل والتأدم بہ، متعدد احادیث۔ ترمذی، ابواب الاطعمۃ، باب فی الخل؛ ابوداؤد کتاب الاطعمہ، باب فی الخل۔ ۹۸ے بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ۔
۹۹ے حاشیہ ۹۶ ۱۰۰ے ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب القدیر۔ باب الائتدام بالخل۔

۱۰۱ بخاری، کتاب الوضوء، باب من مضمض من السویق ولم یتوضا۔ ترمذی، ابواب الدعوات، باب مایقول اذا اکل طعاما۔ ۱۰۲ مسلم، کتاب الایمان، باب نسخ الوضو مما مست النار۔ کتاب الحیض، باب جواز اکل المحدث الطعام۔ ۱۰۳ ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب التسمیہ عند الطعام۔ ۱۰۴ ایضا۔

۱۰۵ ترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی الرخصۃ فی الافطار الخ۔ ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب عرض الطعام۔ ۱۰۶ ابن ماجہ، کتاب الاشربہ، باب صفۃ النبیذ وشربہ۔ مسلم، کتاب الاشربۃ، باب النہی عن الانتباذ الخ۔ ترمذی، باب فی الرخصۃ ان ینتبذ فی الظروف۔ ابوداؤد، کتاب الاشربہ، باب فی الاوعیہ۔ وغیرہ دوسرے ابواب۔ ۱۰۷ ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب الحواری۔

۱۰۸ ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الرجل یخطب علی قوس۔

۱۰۹ بخاری، کتاب النکاح ونسائی بحوالہ سیرت النبی دوم ص ۴۳۵

۱۱۰ بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی۔ باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ وفضلہا۔ ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب فی حق الجوار میں ایک یہودی پڑوسی کو بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا گیا۔ بکری آپ کے اہل میں ذبح کی گئی تھی۔

تصنیفی تربیت کے اسکالرشپ میں اضافہ

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ کی طرف سے تصنیفی تربیت کے لیے پانچ سو (۵۰۰) روپیہ ماہانہ وظیفہ دیا جاتا تھا اب اسے بڑھا کر چھ سو (۶۰۰) روپیہ ماہانہ کر دیا گیا ہے۔ یہ وظیفہ دو سال کے لیے ہوگا۔ منتخب ہونے والے افراد کو ادارہ کی طرف سے قیام کی سہولت بھی حاصل رہے گی۔

درخواست دہندہ کا کسی معروف عربی مدرسہ کے درجہ فضیلت یا اس کے مساوی درجہ سے فارغ ہونا ضروری ہے ساتھ ہی ہائی اسکول کے معیار کی انگریزی کی صلاحیت بھی لازمی ہے۔ عربی نہ جاننے کی صورت میں درخواست دہندہ کا ایم اے ہونا ضروری ہے۔ بی اے پاس شدہ افراد بھی درخواست دے سکتے ہیں بشرطیکہ عربی میں اچھی استعداد رکھتے ہوں۔

تحریک اسلامی سے متعلق یا کسی معروف شخصیت کی تصدیق کے ساتھ حسب ذیل معلومات فراہم کی جائیں۔

(۱) نام (۲) عمر (۳۲ سال سے زیادہ نہ ہو) (۳) پورا پتہ۔ (۴) تعلیمی استعداد (اسناد اور مارکس شیٹ کی نقل کے ساتھ۔ (۵) کورس کے علاوہ مطالعہ کی تفصیل (۶) مطبوعہ یا غیر مطبوعہ مضامین کی نقل، اردو، عربی یا انگریزی میں (۷) ان موضوعات کی تفصیل جن سے درخواست دہندہ کو خصوصی دلچسپی ہو۔ (۸) درخواست بھیجنے میں تاخیر نہ کی جائے۔

نوٹ: جو لوگ عربی یا انگریزی میں لکھنا چاہتے ہوں وہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ ——— انتخاب انٹرویو کے بعد ہوگا۔ جن لوگوں کو انٹرویو کے لیے بلایا جائے گا انھیں ایک طرف کا کرایہ سکنڈ کلاس مع سلیپر چارج کے دیا جائے گا۔

جلال الدین عمری۔ سکریٹری ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور، علی گڑھ